جناب ملک نور محمد صاحب ستورکوٹ روڈ (جھنگ)

سرکاری نظام تعلیم میں قومی و ملی زبانوں اور اساتذہ کی حالتِ زار

اپنے اسلامی اور ثقافتی ورثہ کے ساتھ ہمارا رویہ

زندہ قوموں کا اپنی زبان، لباس اور تہذیب سے محبت، لگن اور شیفتگی شیوہ ہوتا ہے۔ وہ کسی قیمت پر بھی اپنی زبان، لباس اور تہذیب سے غفلت برتنے کے لئے آمادہ نہیں ہوا کرتیں آپ کسی روسی، چینی، فرنگی یا امریکی کو غیر کی زبان، لباس یا تہذیب پر نازاں نہیں پائیں گے۔ اور یہی تشبیہ کی اصل بنیاد ہے۔ اس سے فخر انسانیت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے سختی سے منع فرمایا ہے۔

آج ہم مسلمان اپنی زبانوں، لباس اور تہذیب سے گویا بے زار ہیں۔ تمام پاکستانی الا ماشاء اللہ آپ کو غیر اسلامی لباس، وضع قطع اور شکل و شباہت میں نظر آئیں گے، غیروں کی زبان میں گفتگو کرنا ان کے لئے باعثِ فخر ہوگا اور اپنی ملی اور قومی زبانوں میں گفتگو کرنا ان کے لئے سبکی کی بات ہے۔ ہمارا ملی اور قومی زبانوں کے بارے میں اس قسم کا احساس ایک بہت بڑا قومی المیہ ہے۔

عربی اور فارسی ہماری ملی زبانیں ہیں۔ اسلام اور ان کا آپس میں چولی دامن کا تعلق ہے۔ پورا ہمارا دینی سرمایۂ حیات ان زبانوں کی رہین منت ہے۔ نہایت افسوس سے اس تلخ حقیقت کا اظہار کرنا پڑتا ہے۔ کہ فرنگی نے اپنے سو سالہ دور میں جس قدر ان زبانوں کو مقام دیا تھا۔ ہمارے تعلیمی ناخداؤں نے اس پہ کلہاڑے چلا دئے اور وہ وطن عزیز میں دم توڑ چکی ہیں۔ کون نہیں جانتا کہ زبانوں کا احیاء و بقا پڑھنے اور پڑھانے والوں سے وابستہ ہوتا ہے۔ ہندو معاشرہ میں شودر کے ساتھ جو سلوک روا رکھا جاتا تھا۔ اگر آپ اس کی زندہ تصویر پاکستانی معاشرہ میں دیکھنا چاہتے ہیں تو ہائی سکولوں میں ہاتی

طبقہ میں عربی/فارسی، اسلامیات اور اردو پڑھانے والے استاد کی شکل میں وہ موجود ہے۔ ملی علوم کے ان اساتذہ کا گناہ صرف یہی ہے کہ انہوں نے اپنی عمر کا ایک بیش قیمت حصہ ملی اور قومی زبانوں کی تحصیل و تکمیل میں صرف کیا ہوتا ہے۔ اور وہ ہائی سکولوں میں اسلامی نظریات و روایات کے ترجمان ہوتے ہیں۔

وطن عزیز میں ملی علوم عربی، فارسی، اسلامیات اور اردو کا مستقبل انتہائی خطرے میں ہے۔ ملی علوم کے پڑھانے والے اساتذہ اور پڑھنے والے طلبہ بڑی کس مپرسی کا شکار ہیں، بلکہ حقیقت یہ ہے کہ ملی علوم کے ختم کرنے کا مرحلہ وار منصوبہ بنایا جاچکا ہے۔ کئی مراحل گذر چکے ہیں اور تھوڑے باقی ہیں۔

آج کی صحبت میں ہم اس خون چکاں داستان کی جھلک قائد عوام جناب ذوالفقار علی بھٹو وزیر اعظم پاکستان، معزز اراکین قومی اسمبلی اور تمام بہی خواہانِ ملک و ملت کو دکھا کر انہیں ان کے فرائض سے آگاہ کرتے ہوئے اپنے فرض سے سبک دوش ہوتے ہیں۔ ہم یہ سمجھنے میں بالکل حق بجانب ہیں کہ ایک مخصوص گروہ ملی علوم کا وطن عزیز سے جنازہ نکالنے پر ادھار کھائے بیٹھا ہے۔ یہ گروہ وطنِ عزیز اور جناب بھٹو کا ہرگز خیر خواہ نہیں۔

وطنِ عزیز میں ہائی سکولوں میں عربی/فارسی، اسلامیات اور اردو کی تدریس کے فرائض سرانجام دینے والے، پاکستان کی نظریاتی سرحدوں کے محافظ، معاشرہ کے مصلح، اسلام کی تہذیبی روایات کے علمبردار اور قوم کے حقیقی معمار اورنٹیل ٹیچرز (معلّمین السنۂ شرقیہ) ہرگز بھیک نہیں مانگتے۔ وہ اپنا جائز حق مانگتے ہیں وہ بنگلے، کاریں اور بنک بیلنس کا مطالبہ نہیں کرتے۔ وہ صرف اپنے مساوی تعلیمی قابلیت کے حامل اور ہائی طبقہ میں مساوی تدریسی فرائض سرانجام دینے والے انگلش ٹیچروں کے برابر تنخواہ اور دیگر مراعات کا تاریخ تقرر سے مطالبہ کرتے ہیں۔

وہ اپنی داستان مظلومیت متعدد بار خداوندان تعلیم کے سامنے ملاقاتوں، مطبوعہ عرضداشتوں، قومی اخبارات اور دینی جرائد کی وساطت سے پیش کر کے بے نیلِ مرام لوٹ کر قومی اسمبلی کے دروازے پر انصاف کو آواز دیتے ہوئے حاضر ہوئے ہیں۔

اورنٹیل ٹیچرز اپنے مضامین کے مستند فاضل اور ملی علوم کے مزاج شناس ہوتے ہیں مگر انہیں ایک فالتو اور فرومایہ استاد خیال کرتے ہوئے ان کے مسائل کبھی سنجیدگی سے نہیں دیکھے گئے۔ ان کی جگر دوز، دل دگداز اور حسرت ناک داستان دل تھام کر سننے کی متقاضی ہے۔

ملی علوم کے اساتذہ فاضل عربی / فاضل فارسی / فاضل اردو ہوتے ہیں۔ مزید برآں میٹرک۔ ایف اے بی اے وغیرہ ہوتے ہیں۔ اب میٹرک ہونا شرط ہے۔ اور ایک سالہ او۔ٹی کا محکمانہ تربیتی کورس کرتے ہیں۔ جب کہ انگلش ٹیچرز بی، اے / بی ایس سی۔ ایم۔ اے ہوتے ہیں اور ۹ ماہ کا بی، ایڈ کا تربیتی کورس کرتے ہیں۔

اورنٹیل ٹیچرز دو لازمی مضامین اردو اور اسلامیات اور دو اختیاری مضامین عربی / فارسی اور اسلامیات ہائی طبقہ میں پڑھائے جاتے ہیں۔ ——— جبکہ انگلش ٹیچرز بھی دو لازمی مضامین انگلش اور مطالعہ پاکستان اور دو اختیاری مضامین سائنس اور ریاضی وغیرہ پڑھاتے ہیں۔ مطالعہ پاکستان کے پڑھانے کے لئے یقیناً اورنٹیل ٹیچرز انگلش ٹیچرز سے زیادہ موزوں ہیں۔ دیگر حقوق کی طرح ان کا یہ حق بھی انگلش ٹیچروں نے غصب کر رکھا ہے۔ کیا اورنٹیل ٹیچرز کو ایک مضمون کا استاد سمجھنا دوپہر کے سورج کے انکار کے مترادف نہیں ؟

مساوی تعلیمی قابلیت کے حامل اور ایک ہی طبقہ میں مساوی تدریسی فرائض سرانجام دینے والے ملی علوم کے اساتذہ اور انگلش ٹیچروں کی تنخواہوں اور مناصب کا غیر معمولی تفاوت ملاحظہ فرمائیے۔ اورنٹیل ٹیچرز کا جون ۱۹۷۰ء سے پہلا گریڈ ۱۱۵-۵-۱۸۰/۷-۲۱۵ تھا۔ پانچ پیشگی ترقیاں ملاکر ۱۴۰ سے ابتدا ہوتی تھی۔ جون ۱۹۷۰ء سے ۱۷۱-۷-۱۸۵/۸-۲۲۵-۱۰-۲۷۵ کا گریڈ دیا گیا۔ گویا ۱۷۱-۱۴۰=۳۱ ابتدائی اضافہ ۱ء۲۲ فیصد ہوا۔ انگلش ٹیچرز کا جون ۱۹۷۰ء میں ۲۰۰-۲۵-۳۵۰/۳۰-۴۵۰ کا گریڈ دیا گیا گویا ۳۰۰-۲۲۰=۸۰ ابتدائی اضافہ ۳۶٫۳۳ فیصد ہوا۔ مڈل طبقہ میں انگریزی پڑھانے والے اساتذہ جن کی بنیادی تعلیمی اور پیشہ ورانہ قابلیت میٹرک جے، اے، وی / ایف۔ اے۔ سی، ٹی ہوتی ہے۔ ان کا جون ۱۹۷۰ء کا گریڈ حسب ذیل ہے۔ ۱۸۵-۸-۲۲۵-۱۰-۳۷۵ گویا ۱۸۵-۱۳۹=۴۶۔ ابتدائی اضافہ ۱ء۳۳ فیصد ہوا۔ باوجود تعلیمی قابلیت کم اور تدریسی فرائض میں ادنیٰ ہونے کے جونیئر انگلش ٹیچرز ہائی طبقہ میں عربی / فارسی، اسلامیات اور اردو پڑھانے والے اورنٹیل ٹیچرز سے اعلیٰ مقام اور زیادہ تنخواہ پاتے ہیں اور یہی جونیئر انگلش ٹیچرز کا گریڈ میٹرک آرٹ اینڈ کرافٹس ٹیچرز کو بھی دیا گیا ہے۔ ؎

آسماں را حق بود گر خون ببارد بر زمیں

پرائمری طبقہ میں پڑھانے والے میٹرک جے، وی کا جون ۱۹۷۰ء سے ابتدائی گریڈ ۱۵۰ کر دیا گیا۔ گویا ۱۵۰-۱۰۸=۴۲۔ ابتدائی اضافہ ۳۸٫۹۶ فیصد ہوا۔

پرائمری اساتذہ کے برابر سکیل نمبر ۶ انگلش ٹیچرز کا جولائی ۱۹۷۳ء کا گریڈ ۲۵۰-۲۵-۳۵۰-۴۵/۲۷۵-۲۵-۴۰۰/۳۰-۷۵۰ دیا گیا گویا ۳۵۰-۳۰۰=۵۰ ابتدائی اضافہ ۱۶٫۶۷ فیصد ہوا۔ جونیئر انگلش ٹیچرز

کا جولائی ۱۹۷۳ء کا گریڈ ۲۰۰-۱۲-۲۶۰/۱۵-۴۵۰ دیا گیا۔ گویا ۲۰۰-۱۸۵=۱۵۔ ابتدائی اضافہ ا ر ۸ فیصد ہوا۔ پرائمری طبقہ کے اساتذہ جے ، وی/ پی ، ٹی ، سی کا جولائی ۱۹۷۳ء کا گریڈ ۱۶۵-۸-۲۰۵/۱۰-۳۱۵ گویا ۱۶۵-۱۵۰=۱۵ ابتدائی اضافہ ۱۰ فیصد ہوا۔

جناب والا ! ذرا توجہ فرمائیے ۔ اورنٹیل ٹیچرز کا جولائی ۱۹۷۳ء کا گریڈ ۱۶۵-۸-۲۰۵/۱۰-۳۱۵ گویا ۱۷۱-۱۶۵=۶ کمی ۳۳ و ۳ فیصد ہوئی۔

فیاللعجب !!! یعنی ہائی کلاسز کو عربی/ فارسی ، اسلامیات اور اردو پڑھانے والے اورنٹیل ٹیچرز کو پرائمری طبقہ کے اساتذہ کے برابر کر دیا گیا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

جے وی/ پی ، ٹی ، سی اساتذہ پرائمری جماعتوں کو پڑھاتے ہیں۔ وہ عموماً اپنے گاؤں میں تعینات ہوتے ہیں۔ اور ان کا معیار زیست اپنے طبقے کی مناسبت سے ہوتا ہے اور گھر میں یا گھر کے قریب ہونے سے اخراجات کم ہوتے ہیں۔ مگر اورنٹیل ٹیچرز ہائی کلاسز کو پڑھاتے ہیں۔ وہ عام طور پر اپنے گھروں سے دور ہائی سکولوں میں تعینات ہوتے ہیں۔ ہائی طبقہ کے لحاظ سے ان کا معیار زیست بھی اونچا ہونا ناگزیر ہے۔ اس اجمال پر اگر ذرا بھی غور کیا جائے تو یہ حقیقت روز روشن کی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ اورنٹیل ٹیچرز کی حالت جے ، وی/ پی ، ٹی ، سی سے بھی بدرجہا ابتر کر دی گئی ہے۔ فجزاکم اللہ فی الدارین۔

اگر واقعی ملّی اور قومی زبانوں کے اساتذہ اورنٹیل ٹیچرز کے لئے قومی خزانہ عامرہ میں گنجائش نہیں تو کیا ان کے لئے پرائمری سکولوں میں بھی جگہ نہیں۔؟ جہاں وہ کم از کم اپنے گھر کے قریب جا سکیں اور ان کے معیار زیست اور اخراجات میں کمی آ سکے۔

ہم انصاف کو آواز دیتے ہوئے ارباب بست و کشاد کا دامن جھنجھوڑ کر پوچھنا چاہتے ہیں۔ جناب والا ! ہمیں ہائی کلاسز کو پڑھانے کا اہل سمجھ کر ہائی کلاسز کو پڑھانے کی تربیت دی جاتی ہے۔ ہائی کلاسز کو پڑھانے کے لئے ہائی سکولوں میں ہمارا تقرر عمل میں لایا جاتا ہے۔ اور عملی طور پر ہم ہائی کلاسز کو پڑھاتے ہیں۔ پھر ہم سے کون سا کبیرہ گناہ سرزد ہوا ہے۔؟ جس کی پاداش میں ہمیں ذلیل و رسوا کیا جا رہا ہے۔ ہمیں پرائمری طبقہ کے اساتذہ کے برابر سکیل دیا جا رہا ہے۔ کیا ہم پاکستان کے شہری نہیں ہیں۔؟ کیا عربی اور فارسی کی تدریس کبیرہ گناہ ہے۔؟ اس کمر توڑ مہنگائی کے دور میں ہمارے لئے تن اور جان کا رشتہ قائم رکھنا مشکل ہو چکا ہے۔ ہمارے لئے ان حالات میں قطعی طور پر ہائی کلاسز کو پڑھانا ممکن نہیں رہا۔ ہمیں اپنے گھروں کے قریب پرائمری سکولوں میں بھیج دیا جائے۔ کیا ہمارا یہ

مطالبہ بھی نامعقول ہے۔؟

اورنٹیل ٹیچرز ساری زندگی ٹیچرز ہی رہتے ہیں اور ان کے لئے عمر بھر ترقی کے دروازے بند رہتے ہیں۔ اس طرح انہیں اپنے ملّی علوم سے شیفتگی کی پوری سزا مل جاتی ہے۔ جب کہ انگلش ٹیچرز ہیڈ ماسٹر، ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر اور ڈپٹی ڈائریکٹر آف ایجوکیشن تک بن سکتے ہیں۔

خداوندانِ تعلیم کی ملّی زبانوں اور ان کے اساتذہ اور طلبہ سے بے نیازی اور بے التفاتی کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں رہی۔ عام نوٹیفکیشنوں میں ان کا تذکرہ سی۔ وی/ پی، ٹی، سی کے بعد کیا جاتا ہے۔ اور تعلیمی قابلیت میٹرک + او، ٹی ذکر کی جاتی ہے۔ حالانکہ اصل قابلیت فاضل + او، ٹی ہے۔ صرف میٹرک تو او، ٹی کی تربیت حاصل نہیں کر سکتا۔ سننے میں آرہا ہے کہ محکمہ تعلیم نویں اور دسویں جماعت کی عربی/ فارسی، اسلامیات اور اردو کی تدریس انگلش ٹیچروں کے سپرد کرنے کی تجویز پر غور کر رہا ہے۔ اگر اس تجویز کو عملی جامہ پہنایا گیا تو یہ اسلامی علوم کے خاتمے کے مترادف ہوگا۔

انگلش ٹیچروں کی ان کے اپنے مضامین میں قابلیت سے بحث نہیں، مگر عربی، فارسی، اسلامیات اور اردو میں فاضل اساتذہ کے مقابلے میں ان کی قابلیت کا کسی واقف حال کے دل میں خیال تک نہیں آسکتا۔ اب تک اورنٹیل ٹیچرز کس مپرسی کا شکار چلے آرہے تھے۔ مگر ان کا منصبی مقام محفوظ تھا۔ اب منصبی مقام چھیننے کی بھی سعی کی جارہی ہے۔ ہائی سکولوں میں اورنٹیل ٹیچرز اور انگلش ٹیچرز کے فرائض اور مضامین مساوی ہیں مگر اورنٹیل ٹیچرز کی اسامیاں انگلش ٹیچرز کے مقابلے میں بہت کم ہیں جس طرح ایک اورنٹیل ٹیچر باوجود ایف، اے یا بی، اے ہونے کے چھٹی جماعت تک کو انگلش پڑھانے کا اہل اور مجاز نہیں سمجھا جاتا۔ اسی طرح ایک انگلش ٹیچر کو گو اس نے بی اے میں عربی/ فارسی پڑھی بھی ہو۔ اُسے ان زبانوں کی تدریس کا ہرگز اہل اور مجاز نہیں سمجھا جانا چاہئے۔ اس سے ملّی علوم کے اساتذہ کی سنگین حق تلفیاں ہو رہی ہیں۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ فوری طور پر اس کا سدباب کر کے ہائی سکولوں میں اورنٹیل ٹیچرز کی آسامیاں انگلش ٹیچرز کی آسامیوں کے مساوی کر دی جائیں اور ملّی علوم کی تدریس کے فرائض قطعی طور پر غیر اورنٹیل ٹیچرز کے سپرد نہ کئے جائیں۔ موجودہ او، ٹی کی آسامیوں کا تناسب اس وقت کا ہے، جب میٹرک میں اردو لازمی نہیں تھی اور اسلامیات کا سرے سے وجود نہیں تھا۔

ازتی دوبند اور قیام پاکستان کے بعد میٹرک میں سائنس کے طلبہ عربی/ فارسی (۲۰۰ نمبر والی) پڑھ سکتے تھے۔ چنانچہ خود راقم الحروف نے ۱۹۵۶ء میں میٹرک میں سائنس کے ساتھ ۲۰۰ نمبر والی عربی پڑھی ہے اور

اس وقت آرٹس کے طلبہ کے لئے میٹرک اور ایف۔اے میں ۲۰۰ نمبر والی عربی/فارسی پڑھنا ضروری تھا مگر اب میٹرک میں سائنس کے طلبہ کے لئے عربی/فارسی کے دروازے بند کر دئے گئے ہیں اور ۱۰۰ نمبر والی عربی فارسی عملی طور پر سائنس کا کوئی طالب علم نہیں پڑھتا۔ نیز آرٹس کے طلبہ کے لئے بھی عربی/فارسی کو متعدد مضامین کا متبادل بنا دیا گیا ہے۔ اور چونکہ عربی/فارسی پڑھنے اور پڑھانے والوں کا معاشرہ میں کوئی وقار نہیں رہا۔ اس لئے ان مضامین کو کوئی کیوں پڑھے۔؟ دوسرے اب میٹرک میں عربی/فارسی کو ۲۰۰ نمبر اور ۱۰۰ نمبر میں تقسیم کرکے آپس میں لڑا دیا گیا ہے۔ جو طالب علم عربی/فارسی پڑھتا بھی ہے وہ محض اپنے مضامین پورا کرنے کے لئے ۱۰۰ نمبر والی عربی/فارسی پڑھتا ہے۔ جس کا معیار محض رسمی ہوتا ہے اور طالب علم میں کوئی قابلیت اور تعلیمی استعداد پیدا نہیں ہوسکتی۔ بیشتر ہیڈ ماسٹر صاحبان اور انگلش ٹیچروں کی ملی بھگت سے اکثر سکولوں سے ۲۰۰ نمبر والی عربی/فارسی کو ختم کیا جا چکا ہے۔ جن چند سکولوں میں اورنٹیل ٹیچرز کی ہمت سے ۲۰۰ نمبر والی عربی/فارسی پڑھائی جا رہی ہے۔ ان سے بھی جلد ہی ختم کردئے جانے کی توقع ہے۔ یہ ایک بہت بڑا ملی المیہ ہے۔ اور ملی اور قومی حلقے خاموشی کی صورت میں عنداللہ ضرور جواب دہ ہوں گے۔ آرٹس کے طلبہ کے میٹرک اور ایف۔اے میں ۲۰۰ نمبر والی عربی/فارسی کو حسب سابق بطور اختیاری مضمون کے پڑھنا اور میٹرک میں سائنس کے طلبہ کے لئے گنجائش رکھنا اور ۱۰۰ نمبر والی عربی/فارسی کا کلی طور پر خاتمہ ایک اہم ملی تقاضا ہے۔

ملی زبانوں کے ہفتہ وار پیریڈز ملی زبانوں کو عموماً ہفتہ وار ۱۰۰ نمبر پر ۴ تدریسی پیریڈ ملتے ہیں۔ مگر انگریزی وغیرہ کو ۱۰۰ نمبروں پر ۶ پیریڈز ملتے ہیں۔ ایک انگلش ٹیچرز کے تھوڑے مضامین سے زیادہ پیریڈز بن جاتے ہیں اور ایک اورنٹیل ٹیچر کو پیریڈز پورا کرنے کے لئے زیادہ مضامین پڑھانے پڑتے ہیں۔ اس طرح ایک محروم الحقوق اورنٹیل ٹیچر کو ایک انگلش ٹیچر سے کم از کم ڈیڑھ گنا تدریسی فرائض سرانجام دینا پڑتے ہیں اور اس سے تعلیمی معیار پر بھی بہت برا اثر پڑ رہا ہے۔ ہمیں بڑے افسوس اور دکھ سے یہ گذارشات منظرِ عام پر لانا پڑ رہی ہیں۔ محکمہ تعلیم اور ہیڈ ماسٹر صاحبان کو کم از کم ہم پر یہ سنگین زیادتی تو روا نہیں رکھنی چاہئے۔ کیا مرتے کو مارنا شریفوں کا شیوہ ہے۔؟

ملی زبانوں کے طلبہ کی زبوں حالی عربی/فارسی ملی زبانوں کے طلبہ بھی ملی زبانوں کے اساتذہ کی طرح بڑے مظلوم ہیں اور ان کا کوئی پرسان حال نہیں۔ ان کا محض قصور یہ ہے۔ کہ وہ عموماً غریب اور کمزور ہوتے ہیں۔ اور وہ عربی/فارسی پڑھتے ہیں۔ اس لئے ان کے ساتھ جس قدر زیادتی روا رکھی جائے کسی قسم کی آواز اٹھنے کا خطرہ نہیں۔ پرائمری مدارس میں پڑھانے والے استاد کی تعلیمی

قابلیت میٹرک اور ایک سال کی محکمانہ پی، ٹی، سی کی تربیت ہے۔ پی، ٹی، سی کے داخلے میں ایک زیادہ نمبر حاصل کرنے والا طالب علم جس نے میٹرک میں بدقسمتی سے عربی/فارسی پڑھی ہو، کے مقابلے میں سائنس کے تھوڑے نمبر حاصل کرنے والے امیدوار کو ترجیح دی جاتی ہے۔ جس کا عملی طور پر یہ نتیجہ نکلا ہے کہ سائنس کے کم نمبر حاصل کرنے والے امیدوار کو تو پی، ٹی، سی میں داخلہ مل سکتا ہے۔ مگر عربی/فارسی سے میٹرک پاس کرنے والے ذہین امیدوار کا پی، ٹی، سی میں داخلہ ایک مسئلہ بن چکا ہے۔ یہی باقی محکموں کا حال ہے۔

حالانکہ امر واقعہ یہ ہے کہ جس ریاضی اور سائنس کی پرائمری طبقے میں ضرورت ہے وہ عربی/فارسی پڑھنے والا طالب علم میٹرک میں جنرل ریاضی اور جنرل سائنس کے عنوان سے پڑھ چکا ہوتا ہے۔ اگر پی، ٹی، سی کے داخلہ کے لئے مضامین کے لحاظ سے ترجیح ضروری ہے تو وہ عربی/فارسی پڑھنے والے امیدوار کو جائز حقوق سے محروم ہی کرنا ہے۔ تو ان مضامین کے باقی رکھنے کی آخر وجہ جواز کیا ہے۔؟ سوائے قوم کے لاکھوں روپیہ کے ضیاع اور ہزاروں بچوں کے مستقبل کو تاریک کرنے کے کیا حاصل ہے۔؟

اورنٹیل ٹیچرز ہائی سکولوں میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتے ہیں۔ وہ ہر معقول طریقے سے اپنے جائز مطالبات ارباب بست وکشاد تک پہنچا چکے ہیں، مگر بغیر جلسوں، جلوسوں اور مظاہروں کے کوئی معقول بات سننے تک تیار نہیں ہوتا۔ اس لئے ہر طرف سے ناکام اور مایوس ہو کر قومی اسمبلی کے دروازے پر انصاف کو آواز دیتے ہوئے حاضر ہوئے ہیں۔ اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ۔

نوٹ: حال ہی میں اخبارات میں ایک سرکاری اعلان شائع ہوا ہے جس میں اورنٹیل ٹیچرز کو سکیل ۸ اور ۳۰ فیصد انگلش ٹیچرز کو سکیل ۱۶ دئیے جانے کا ذکر ہے۔ اس طرح تفاوت اور زیادہ ہو گیا ہے۔ اور نتیجہ وہی ڈھاک کے تین پات ہے۔

اسی طرح ایک نوٹیفکیشن کے ذریعے ہائی طبقے سے عربی/فارسی کے مضمون کو ختم کر دیا گیا ہے۔ اب کوئی طالب علم عربی/فارسی کا مضمون (۲۰۰ نمبر والی عربی/فارسی) نہیں پڑھ سکے گا۔ بالکل رسمی اور معمولی معیار کا ایک عربی/فارسی کا ۱۰۰ نمبر کا پرچہ ہوا کرے گا۔ اور بس۔ یہی وہ خطرہ تھا جس کا ہم عرصہ دراز سے اظہار کر رہے تھے، ہم بساط بھر اپنا فرض ادا کر چکے ہیں۔ اور عند اللہ جواب دہی سے یقیناً بچ جائیں گے۔ قومی اور ملی حلقوں نے اس سلسلے میں کمال لاپرواہی اور غفلت کا ثبوت دیا ہے۔ وہ عند اللہ ضرور جواب دہ ہوں گے۔ ملی اور قومی زبانوں کو فرنگی کا دیا ہوا مقام بھی ۱۹۷۵ء میں غضب ہو گیا ہے۔ کاش! مرا داد دہ نشاد دہی۔